(19)

بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم

مفتیان وعلماء کرام ومشائخ عظام ! میں آزاد کشمیر کے شہر کوٹلی میں مقیم ہوں جہاں اہل توحید کی فقط بارہ مساجد ہیں، ہمارے بعض اہل توحید بھائی اس پریشانی کا شکار ہیں کہ ان کے گھر کے قریب اہل توحید کی کوئی مسجد نہیں ہے وہ کبھی تو سفر کر کے اہل توحید کی مساجد میں آجاتے ہیں مگر بعض دفعہ انہیں ان لوگوں کی امامت میں نماز ادا کرنا پڑتی ہے جو اپنے آپ کو دیوبند اور بریلوی کہتے ہیں واضح فرمائیں کہ ایسے لوگوں کی امامت میں نماز ادا کرنا کیسا ہے؟

الجواب بعون الوهاب وهو الموفق للصواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ أَمَّا بَعْدُ!

ایسا شخص جو شرک و بدعت یا کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو اس کو مستقل امام بنانا جائز نہیں ہے۔ لیکن لاعلمی یا بعض خاص حالات میں اس کی امامت میں نماز پڑھنے کی گنجائش موجود ہے۔

اس بارے میں دو بنیادی باتیں سمجھنا ضروری ہیں:

1. کسی کو امام بنانا۔
2. کسی کے پیچھے نماز کا ہونا۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے تو اگر کسی کو کسی کے پیچھے نماز پڑھنے یا نہ پڑھنے یا کسی کو امام بنانے یا نہ بنانے میں اختیار حاصل ہو تو ایسی صورت میں کبیرہ گناہ کے مرتکب شخص یا صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے والے کو

جب تک توبہ نہ کرے امام بنانا یا اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا منع ہے۔

1 سیدنا ابوسہلہ سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی نے امامت کروائی اور اس دوران اس نے قبلہ کی جانب تھوک دیا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يُصَلِّي لَكُمْ»

''یہ تمہیں آئندہ نماز نہ پڑھائے''

پھر وہ دوبارہ کسی موقع پر جماعت کروانے کے لیے آگے بڑھا تو لوگوں نے روک دیا، پوچھنے پر بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔آپ نے فرمایا: «نَعَمْ : إِنَّكَ آذَيْتَ اللهَ وَرَسُولَهُ» ''جی ہاں! بلاشبہ تو نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی ہے۔''[1]

اسے شیخ البانی رحمہ اللہ نے حسن کہا ہے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ رخ تھوکنے والے کو امام بنانے سے منع فرمادیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس عمل کا گناہ مزید زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

جب کبیرہ گناہ کے مرتکب کو امام بنانا منع ہے تو اکبر الکبائر کے مرتکب کو امام بنانا بالاولیٰ منع ہے۔

ہمارے رجحان کے مطابق کسی بھی امام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کی ہم پر کوئی پابندی نہیں، ہم جسے چاہیں امام بنالیں اور جس کے پیچھے چاہیں نماز ادا نہ کریں، البتہ کفریہ وشرکیہ عقائد کے حاملین کی اقتداء میں نماز ادا کرنے سے گریز کرنا ضروری ہے۔

پھر یہ کہ بدعتی بھی عموماً ایسی بدعت کا مرتکب ہوتا ہے جو کم از کم کبیرہ گناہ ہوتا ہے تو ایسے شخص کو امامت کا حق دینا درست نہیں۔

اس میں اہل بدعت کی توقیر (عزت) کا پہلو بھی ہے جو دین کے لئے انتہائی نقصان دہ ہیں۔

اس حوالے سے ایک اہم بات یہ ہے کہ نماز میں سکون اور تعدیل ارکان (ارکان کی صحیح ترین ادائیگی) ضروری ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

2 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں عدم اطمینان کی وجہ سے تین بار فرمایا تھا:

[1] سنن ابی داؤد، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ فِي كَرَاهِيَةِ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ، حدیث نمبر: 481.

«ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»

''واپس جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی'' [1]

جب امام ایسا ہو کہ جو سکون سے نماز نہ پڑھائے تو اس کی اقتدا کرنے والا کیسے اطمینان سے نماز پڑھ سکتا ہے؟ اور جب نماز میں اطمینان ہی نہ ہو تو نماز ادا ہونے کا تصور ہی نہیں۔

لہٰذا ایسی نماز دہرانے کا خود رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔

دوسری بنیادی بات جو کسی کی اقتداء میں نماز ہو جانے سے متعلق ہے تو اس میں اصول یہ ہے کہ ہر مسلمان کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے خواہ وہ فاسق ہی کیوں نہ ہو، اس کی دلیل بھی سنن ابی داؤد کی مندرجہ بالا روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ رخ تھوکنے والے کی اقتداء میں پڑھی گئی نماز دہرانے کا حکم نہیں دیا گو کہ اسے آئندہ امام بنانے یا اس کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے منع فرما دیا تھا جس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کی اقتداء میں پڑھی گئی نماز درست تھی۔

قال النووی: صلاة ابن عمر خلف الحجاج بن يوسف ثابتة في صحيح البخاري وغيره وفی الصحيح أحاديث كثيرة تدل علي صحة الصلاة وراء الفساق والائمة الجائرين: قال أصحابنا الصلاة وراء الفاسق صحيحة ليست محرمة لكنها مكروهة وكذا تكره وراءه المبتدع الذى لا يكفر ببدعته وتصح فان كفر ببدعته فقد قدمنا أنه لا تصح الصلاة وراءه كسائر الكفار ونص الشافعي في المختصر علي كراهة الصلاة خلف الفاسق والمبتدع فان فعلها صحت

امام نووی ؒ فرماتے ہیں: صحیح بخاری اور دیگر احادیث میں ابن عمر ؓ کا حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھنا ثابت ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ فاسق اور ظالم امام کے پیچھے نماز جائز ہے۔ ہمارے علماء نے کہا: فاسق کے پیچھے نماز صحیح ہے حرام نہیں لیکن مکروہ ہے۔ اسی طرح اس بدعتی کے پیچھے بھی نماز جائز ہے جس کی بدعت اسے دائرہ اسلام سے خارج نہیں کرتی، اگر وہ اپنی بدعت کی وجہ سے کافر ہو چکا ہے تو اس کی نماز صحیح نہیں ہے جیسا کہ عام کفار کے پیچھے جائز نہیں ہے۔ امام شافعی ؒ نے المختصر میں نص

[1] صحیح البخاری، كِتَابُ الأَذَانِ، بَابُ وُجُوبِ القِرَاءَةِ لِلْإِمَامِ وَالمَأْمُومِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا، فِي الحَضَرِ وَالسَّفَرِ، وَمَا يُجْهَرُ فِيهَا وَمَا يُخَافَتُ، حدیث نمبر: 757.

بیان کی کہ فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی پڑھ لیتا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔ [1]

أَنَّ الْأَئِمَّةَ مُتَّفِقُونَ عَلَى كَرَاهَةِ الصَّلَاةِ خَلْفَ الْفَاسِقِ لَكِنْ اخْتَلَفُوا فِي صِحَّتِهَا

”ائمہ کرام فاسق کے پیچھے نماز ادا کرنے پر تو متفق ہیں مگر اس کے صحیح ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف کرتے ہیں۔“ [2]

ان دو بنیادی باتوں کو سمجھنے کے بعد یہ نتیجہ حاصل ہوا ہے کہ کسی بھی بدعتی شخص کو امام بنانا یا اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا منع ہے البتہ اگر کوئی لاعلمی کی وجہ سے ایسا کر بیٹھے تو اسے نماز دوہرانے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ اس کی نماز اطمینان وسکون اور تعدیل ارکان والی ہو ورنہ اس نماز کو دہرایا جائے گا۔

والله تعالى أعلم وإسناد العلم إليه أسلم وصلى الله على نبيّنا محمّد وعلى آله وصحبه أجمعين

مفتیانِ عظام وعلماء کرام

#	مفتیان کرام	دستخط	#	مفتیان کرام	دستخط
1	حافظ محمد شریف حفظہ اللہ (فیصل آباد)	[signature]	2	عبدالعزیز نورستانی حفظہ اللہ (پشاور)	[signature]
3	مفتی بلال عبدالکریم حفظہ اللہ (گلگت)	[signature]	4	ثناء اللہ زاہدی حفظہ اللہ (صادق آباد)	[signature]
5	غلام مصطفی ظہیر حفظہ اللہ (سرگودھا)	[signature]	6	عبدالغفار اعوان حفظہ اللہ (اوکاڑہ)	[signature]
7	مفتی مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ (لاہور)	[signature]	8	مفتی محمد انس مدنی حفظہ اللہ (کراچی)	[signature]
9	واصل واسطی حفظہ اللہ (کوئٹہ)	[signature]	10	ڈاکٹر کندی حفظہ اللہ (کشمیر)	[signature]

مشرف عام — حافظ مسعود عالم حفظہ اللہ [signature]

نائب رئیس — مفتی ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ [signature]

رئیس — مفتی حافظ عبدالستار الحماد حفظہ اللہ [signature]

[1] المجموع، 4/253. [2] ابن تیمیہ فی مجموع الفتاویٰ، 23/358.